سوالنامہ

کرپٹو کرنسی، این ایف ٹی اور میٹاورس کا شرعی حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرات مفتیانِ کرام،

عرض یہ ہے کہ کرپٹو کرنسی، این ایف ٹی اور میٹاورس سے متعلق میرے چند سوالات ہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ ان کے تفصیلی جوابات دے دیجئے۔ سوالات آپ حضراتِ مفتیانِ کرام کی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے میں اپنا تعارف پیش کرتا ہوں، پھر ایک بات تمہیداً عرض کروں گا اور آخر میں ضمیمہ نمبر ۱ میں کرپٹو کرنسی اور پھر این ایف ٹی اور میٹاورس سے متعلق تفصیلات ضمیمہ نمبر ۲ میں شامل ہوں گی۔

میرا نام مبشر حسین رحمانی ہے اور مختصراً میرا تعارف یہ ہے کہ میں منسٹر ٹیکنالوجیکل یونیورسٹی (MTU) آئرلینڈ کے کمپیوٹر سائنس ڈیپارٹمنٹ میں لیکچرار ہوں اور پچھلے کئی سالوں سے بلاک چین کے موضوع پر تدریس و تحقیق انجام دے رہا ہوں۔ میں نے ۲۰۱۱ میں یونیورسٹی آف پیرس VI، فرانس سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ میں نے آٹھ کتابیں لکھیں ہیں جن میں سے دو کتابیں بلاک چین ٹیکنالوجی سے متعلق ہیں، جس میں سے ایک کتاب کو باقاعدہ ٹیکسٹ بک کے طور پر آئرلینڈ میں ماسٹرز کے نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔ بلاک چین کے موضوع پر میرے دسیوں تحقیقی مقالے دنیا کے بہترین تحقیقی جرائد کے اندر شائع ہو چکے ہیں۔ نیز دو طالبعلموں نے بلاک چین کے موضوع پر میری سپرویژن میں پی ایچ ڈی آسٹریلیا سے مکمل کی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کئی بہترین تحقیقی مقالوں کے ایوارڈز مل چکے ہیں۔ مجھے کمپیوٹر سائنس کے شعبے میں میری سائنسی تحقیق کی بنیاد پر مسلسل تین سالوں سے یعنی سن ۲۰۲۰، ۲۰۲۱ اور ۲۰۲۲ میں دنیا کے ایک فیصد بہترین سائنسدانوں کی فہرست میں میں شامل کیا گیا۔

کرپٹو کرنسی، این ایف ٹی اور میٹاورس سے متعلق جو حقائق و معلومات میں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہو وہ بحیثیتِ کمپیوٹر سائنسدان و محقق نہایت ذمہ داری کی ساتھ پیش کر رہا ہوں اور یہ معلومات ٹھوس سائنسی حوالہ جات پر مبنی ہیں اور دنیا کے بہترین سائنسی جرائد میں شائع ہوئی ہیں۔ نیز جن جن سائنسی جرائد کو بطور حوالہ شامل کیا جا رہا ہے وہ دنیا کے بہترین سائنسدانوں اور معاشی ماہرین کی سائنسی تحقیق کا نچوڑ ہیں۔ یہ بات عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح سے علمائے کرام کے یہاں علمائے حق اور علمائے سو ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں، جس طرح میڈیسن کے شعبے میں اچھے اور برے ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں، بعینہٖ اسی طرح سائنس کے شعبے میں بھی اچھائی اور برائی موجود ہے۔ یعنی مفتیانِ کرام کے پاس جب کوئی سائل سائنسی شعبے سے متعلق کوئی مسئلہ پوچھے تو حضرات مفتیانِ کرام اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ سائنسی دنیا میں معیاری اور غیر معیاری، دونوں طرح کے سائنسی جرائد موجود ہیں اور غیر معیاری سائنسی جرائد کی عالمی سائنسی دنیا میں کوئی وقعت نہیں۔ مثلاً عالمی سطح پر کچھ سائنسی جرائد ایسے ہیں کہ محض ۲۰۰ امریکی ڈالر لے کر غیر معیاری مقالے بھی چھاپ دیتے ہیں۔ پاکستان کے تناظر میں کچھ پاکستان میں چھپنے والے سائنسی جرائد محض ایک فون کال پر، اثر ورسوخ پر یا کچھ پیسوں کے عوض غیر معیاری سائنسی مقالے

چھاپ دیتے ہیں۔ نیز اس طرح کے سائنسی جرائد کی پوری ایک کھیپ دنیا میں موجود ہے جو کہ پیسے لے کر غیر معیاری سائنسی جرائد عالمی سطح پر چھاپ دیتی ہے۔ اسی وجہ سے صرف اچھے معیار والے سائنسی جرائد اور ان میں چھپنے والی ٹھوس سائنسی تحقیق وشواہد پر ہی انحصار کرنا چاہیے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اعلیٰ معیار کے سائنسی جرائد کی نشاندہی جے سی آر Clarivate JCR کی مدد سے کی جا سکتی ہے جو کہ ہر سال دنیا کے بہترین سائنسی جرائد کی درجہ بندی شائع کرتی ہے۔ نیز غیر معیاری سائنسی مواد اور سوشل میڈیا پر موجود مواد کو حتّی الامکان فتویٰ کی اساس نہ بنایا جائے۔ دیکھیے اگر ہم سائنسی اور تحقیقی مواد کی بنیاد اخباری کالموں، فیس بک یا دیگر سوشل میڈیا پر دیکھیں گے تو ہماری سائنسی اور تحقیقی بنیاد درست نہ ہوگی اور نتیجتاً اس بنیاد پر فتویٰ کی سائنسی بنیاد بھی مضبوط نہ ہوگی۔ اسی طرح محض کسی عالمی جریدے میں پیسے دے کر مقالہ چھاپ دینا اور انگریز نام ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہوتا کہ جو مقالہ لکھا گیا، جہاں پر چھپا، اور جس نے لکھا وہ سب سائنسی طور پر درست ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اس بات کی نشاندہی کرنی ہوتی ہے کہ لکھنے والے کا سائنسی دنیا میں کیا مقام ہے، جس جگہ سائنسی مقالہ چھاپا گیا یعنی سائنسی جریدہ وہ کس عالمی معیار کا ہے اور پھر سب سے اہم بات کہ جو مقالہ کے اندر سائنسی تحقیق چھاپی گئی ہے وہ کس معیار کی ہے۔

میں ضمیمہ میں کرپٹو کرنسی سے متعلق آپ حضرات مفتیانِ کرام کے سامنے عالمی معیار کی ٹھوس سائنسی تحقیق پیش کروں گا۔ اس کے برعکس کچھ لوگ چند غیر معروف وغیر مستند لوگوں کی باتیں اور چند پی ایچ ڈی صاحبان کا حوالہ مفتیانِ کرام کو دے دیتے ہیں اور محترم مفتیانِ کرام یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سائنسی اختلاف ہے۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہوگی کہ ایسے لوگوں سے مفتیانِ کرام سائنسی دلائل اور حوالہ جات طلب کریں۔ میں مثال کے ذریعے سے اپنی بات کی مزید وضاحت کرتا ہوں۔ پاکستان میں ایک صاحب علم نے کرپٹو کرنسی سے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اور انہوں نے جس انگریز پروفیسر کے مقالے کو اپنی تحقیق کی بنیاد بنایا ہے ان انگریز پروفیسر کا بھی عالمی سائنسی دنیا میں کوئی قابل مقام نہیں ہے۔ نیز ان انگریز پروفیسر کا مقالہ انتہائی غیر معیاری سائنسی جریدے میں چھپا ہے اور سائنسی دنیا میں اس کی کوئی وقعت نہیں لہٰذا ان کے سب دلائل غیر معتبر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے ایک صاحب علم صاحب نے ایک پاکستانی جریدے میں اپنا ایک انگریزی مضمون چھپوایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ پاکستان سائنسی جرائد کا عالمی سطح پر سائنس میں کوئی مقام نہیں۔ مزید برآں یہ کہ اس طرح کے جرائد غیر معیاری تحقیق محض ایک فون کال پر یا پیسے لے کر چھاپتے ہیں۔ لہٰذا تحقیق اعلیٰ معیار کی ہوتی نہیں اور پھر یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ یہ سائنسی اختلاف ہے۔

اسی طریقے سے جب ہم کرپٹو کرنسی کی ماہیت اور کام کے طریقہ کار سے متعلق سائنسی دلائل و شواہد پیش کرتے ہیں اور عالمی معاشی ماہرین کی ٹھوس اور معتبر تحقیقات پیش کرتے ہیں تو ان کے جوابات کے بجائے پروپیگنڈہ کے زیرِ اثر لوگ دوسری باتوں میں مفتیانِ کرام اور عوام کو الجھا دیتے ہیں۔ مثلاً دنیا کے سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ کرپٹو کرنسی کھاتے (لیجر) میں فرضی نمبروں کا اندراج ہے اور میں ضمیمہ میں میں نہ صرف یہ کہ اس موضوع کے ماہر ہونے کے ناطے یہ کنفرم کر رہا ہوں بلکہ مضبوط سائنسی حوالہ جات کے ذریعے سے تائید بھی پیش کر رہا ہوں لہٰذا اگر کسی کو اس بات کا رد کرنا ہے تو مضبوط سائنسی تحقیق وحوالہ جات کے ساتھ اس بات کا رد کیا جائے۔ یعنی سائنسی طور پر یہ ثابت کیا جائے کہ "کرپٹو کرنسی کھاتے (لیجر) میں فرضی نمبروں کا اندراج نہیں!"۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ ہماری اس سائنسی بات کے رد میں یہ دلائل دیئے جاتے ہیں کہ "کرپٹو کرنسی ہی مستقبل ہے"، اور "یہ سودی نظام کے خلاف ایک متبادل نظام ہے" وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ محترم مفتیانِ کرام کرپٹو کرنسی کے حوالے سے ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھیں۔

کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام اس بارے میں:

کرپٹو کرنسی کے متعلق سوالات

- **سوال نمبر۱:** کرپٹو کرنسی کا فی نفسہ شرعی حکم کیا ہے؟ فقہی تکییف کیا ہے؟ یہ کاروبار کے حکم میں ہے یا اس کو جوا یا سٹے بازی میں شمار کیا جائے گا؟ کیا اس کی خرید و فروخت جائز ہے؟ کیا اس سے کسی چیز کی خرید و فروخت کی جاسکتی ہے؟
- **سوال نمبر۲:** کیا کرپٹو کرنسی کو بطور سرمایہ کاری استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس میں سرمایہ کاری سے نفع کمانا جائز ہے؟
- **سوال نمبر۳:** کرپٹو کرنسی مال، زر، کرنسی یا اثاثہ کے حکم میں آئے گی؟ نیز بطور اثاثہ اس کی خرید و فروخت و نفع کمانا جائز ہے؟
- **سوال نمبر۴:** کرپٹو کرنسی کی اسپاٹ ٹریڈنگ کا کیا حکم ہے؟
- **سوال نمبر۵:** کیا کرپٹو کرنسی مائننگ کے ذریعے پیسے کمانا جائز ہیں؟ اور کرپٹو کرنسی مائننگ مشینوں میں سرمایہ کاری جائز ہے؟
- **سوال نمبر۶:** کچھ ممالک میں کرپٹو کرنسی کو بطور اثاثہ تسلیم کیا گیا ہے اور کچھ کا یہ لیگل ٹینڈر ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟
- **سوال نمبر۷:** اگر حکومتِ پاکستان کرپٹو کرنسی پر قانون سازی کرلے یعنی اسے بطور کرنسی یا اثاثہ قبول کرلے اور اس کی خرید و فروخت کی اجازت دے دے تو پھر اس کا شرعی حکم کیا ہوگا؟
- **سوال نمبر۸:** جن ممالک کے اندر کرپٹو کرنسی ممنوع نہیں، پاکستان میں رہ کر مختلف ایپلیکیشنز کی مدد سے اُن ممالک میں کیا کرپٹو کرنسی کی خرید و فروخت کی جاسکتی ہے؟ مثلاً زید پاکستان میں رہتا ہے اور اپنے پیسے بکر کو امریکہ یا کسی دوسرے ملک میں بھیجتا ہے یا پھر اس کا ایک بینک اکاؤنٹ امریکہ میں ہے اور وہ وہاں سے کرپٹو کرنسی میں سرمایہ کاری کرکے پیسے کماتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟
- **سوال نمبر۹:** اگر کسی چیز (مبیع) میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ ہو تو کیا شریعت میں اس سے منع کیا گیا ہے؟ یعنی عالمی معاشی ماہرین، یورپین ریگولیٹری ادارے و سائنسدان کرپٹو کرنسی کے بہت زیادہ اتار چڑھاؤ کی وجہ سے انتہائی رسکی اور اسپیکولیشن (سٹے بازی، قیاس آرائی) قرار دیتے ہیں اور صارفین کو اس کے لین دین کے منع کرتے ہیں، جب کہ دوسری طرف کچھ حضرات دلائل دیتے ہیں کہ اتار چڑھاؤ تو دیگر چیزوں میں بھی ہوتا ہے مثلاً پلاٹ کی قیمتوں میں، لہٰذا اس صورت میں کیا شریعت میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ والی چیزوں کی خرید و فروخت کو منع کیا گیا ہے؟
- **سوال نمبر۱۰:** سینٹرل بینک ڈیجیٹل کرنسی کا کیا حکم ہوگا؟ یعنی اگر حکومتِ پاکستان (اسٹیٹ بینک آف پاکستان) پاکستانی روپیہ کی ڈیجیٹل شکل جاری کردے اور اُس کو اسی طرح کنٹرول کرے اور وہی تمام صفات اس میں شامل ہوں جو کہ پاکستان روپے میں ہیں، بس کاغذی کرنسی کے ساتھ ساتھ کاغذی کرنسی کو ڈیجیٹل متبادل بھی لے آئے، اس کا شرعی حکم کیا ہوگا؟
- **سوال نمبر۱۱:** اسٹیبل کوائن Stable Coin کا شرعی حکم کیا ہوگا؟
- **سوال نمبر۱۲:** آئی سی او یعنی Initial Coin Offerings (ICOs) کے ذریعے عوام سے سرمایہ اکٹھے کرنے کا کیا حکم ہے؟
- **سوال نمبر۱۳:** اس وقت دنیا میں کاغذی کرنسی کے تناظر میں ڈیجیٹلائزیشن بہت بڑھ گئی ہے یعنی کاغذی کرنسی کا ڈیجیٹل استعمال بہت زیادہ ہو رہا ہے مثلاً آن لائن پیمنٹ یا اے ٹی ایم یا ڈیبٹ کارڈ وغیرہ کی صورت میں۔ اور مختلف سینٹرل بینک اور حکومتوں کی جانب سے انہی کاغذی کرنسیوں کے ڈیجیٹل شکل پر بھی کام شروع ہو چکا ہے جیسے ڈیجیٹل یورو، ڈیجیٹل ین، ڈیجیٹل ڈالر وغیرہ اور مستقبل عنقریب میں کئی ممالک مکمل ڈیجیٹل کرنسی کی طرف چلے جائیں گے۔ مگر یہ ساری ڈیجیٹل کرنسیاں حکومت (سینٹرل بینک) کی جانب

سے ہی کنٹرول کی جائیں گے۔ اب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں یہ ڈیجیٹل کرنسی اور کرپٹو کرنسی، دونوں ہی محض فرضی نمبر ہوں گے اور ان میں صرف بنیادی فرق حکومت کا کنٹرول ہوگا۔ لہٰذا وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ شریعت میں کرنسی کی حکومت کی طرف سے کنٹرول ہونے کی کوئی قید نہیں ہے اور اگر عرف میں اس کا لوگ مال سمجھیں تو اس کا استعمال جائز ہے۔ لہٰذا وہ کرپٹو کرنسی میں بس ایک بنیادی فرق ہی سمجھتے ہیں کہ حکومت کا کنٹرول۔ اُن کی اس دلیل پر علمائے کرام کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

- **سوال نمبر ۱۴:** کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ کرپٹو کرنسی اثاثہ ہے لہٰذا اس کا حسی ہونا ضروری نہیں۔ نیز چونکہ کرپٹو کرنسی Intangible ہے لہٰذا اس کی منتقلی کی شکل مختلف ہوگی اور اس پر بیع قبل القبض لاگو نہیں ہوگی۔ مفتیانِ کرام کیا ارشاد فرماتے ہیں؟
- **سوال نمبر ۱۵:** بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس طریقے سے ہم سافٹ ویئر کی خرید و فروخت کرسکتے ہیں، ویب سائٹ خرید و فروخت کرسکتے ہیں، اسی پر قیاس ہم کرپٹو کرنسی کو بھی کرسکتے ہیں یعنی سافٹ ویئر بھی ڈیجیٹل ہے اور کرپٹو کرنسی بھی ڈیجیٹل ہے لہٰذا اسی پر قیاس کرکے ہم کرپٹو کرنسی کی بھی خرید و فروخت کرسکتے ہیں۔ اس بارے میں مفتیانِ کرام کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

این ایف ٹی اور میٹاورس سے متعلق سوالات

- **سوال نمبر ۱:** این ایف ٹی کا شرعی حکم کیا ہوگا؟ کیا ہم اپنے ڈیجیٹل اثاثوں کو محفوظ بنانے کی نیت سے این ایف ٹی بنا سکتے ہیں؟ اور پھر این ایف ٹی بنا کر اس کی خرید و فروخت سے نفع کما سکتے ہیں؟
- **سوال نمبر ۲:** میٹاورس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے؟ مثلاً کوئی استاد ہے اور وہ آن لائن میٹنگ کرتا ہے اور اس کیلئے وہ زوم یا مائیکروسافٹ ٹیم استعمال کرتا تھا مگر اب وہ میٹاورس کا استعمال کرتا ہے تاکہ میٹنگ کرنے والوں سے تعامل مزید بڑھ جائے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ نیز کوئی دکاندار پہلے ویب سائٹ کی مدد سے کاروبار کرتا تھا، اب اس نے میٹاورس پر اپنی دکان بنائی ہے اور خرید و فروخت کر رہا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟
- **سوال نمبر ۳:** آن لائن گیم کے اندر مختلف آئٹمز یعنی اشیاء کی خریداری کا کیا حکم ہے؟
- **سوال نمبر ۴:** کیا میٹاورس کیلئے ہم اپنی تصویر کا ہم شکل اوتار بنا سکتے ہیں؟

مستفتی، مبشر حسین رحمانی (آئرلینڈ

ہفتہ، ۶ ذیقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۷ مئی ۲۰۲۳

Email: mshrehmani@gmail.com

نوٹ: میں چونکہ آئرلینڈ میں مقیم ہوں لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ مجھے اس سوالنامہ کا جواب اگر میری ای میل پر بھیج دیا جائے تو عین نوازش ہوگی، جزاکم اللہ خیرا۔

الجواب حامداو مصلیاً

تمہید:

صورت مسئولہ کا شرعی حکم جاننے سے پہلے چند تمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے:

(ا)۔ - - " زر" اور "مال" کے درمیان فرق

یہاں دو چیزیں ہیں:

(ا) "زر": اس کو عربی زبان میں "نقدین" کہتے ہیں فارسی اور اردو میں اس کو " زر" کہتے ہیں۔ ہر حال میں اس کی ذاتی حیثیت (ثمنیت) برقرار رہتی ہے۔ اور ہر حال میں مقبول عام ہوتا ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر مقبول عدنان لکھتے ہیں:

النقد عبارة عن کل شیئ یلقی قبولا عاما کوسیط للبتادل و مقیاس للقیمة مهما کان ذلک الشیئ و علی ای حال یکون۔

(السیاسة النقدیة بحوالہ زر کا تحقیقی مطالعہ ص: ۲۷ ادارۃ المعارف)

اس سے معلوم ہوا کہ زر وہ ہے جو مقبول عام ہو مبادلہ اور تبادلہ کا واسطہ اور ذریعہ ہو، قیمتوں کا قدر اور پیمانہ ہو، خواہ جس حال میں ہو۔

(۲) - - - زر کے اقسام

زر کی اہم دو قسمیں ہیں:

ثمنِ خلقی۔ ثمنِ عرفی۔

(الف: ثمنِ خلقی وہ ہے جو کہ بذات فطری اور خلقی طور پر ثمن ہو اس کے ثمن ہونے میں تعامل، عرف، بازار اور اہل اقتصاد کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔ جیسے سونا، چاندی۔

(ب: ثمنِ عرفی وہ ہے کہ ذات اور خلقت کے اعتبار سے تو ثمن نہیں بلکہ اس کی ثمنیت میں عرف، تعامل اور اہلَ اقتصاد کو بڑا عمل دخل ہو اگر اہل عرف اس کے ثمنیت کسی بھی وجہ سے چھوڑدے تو اس کی بازاری اور ثمنی حیثیت بھی ختم ہو جائے گی۔ جیسے کہ آج کل کی کاغذی کرنسی، سکے اور نوٹ وغیرہ۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ص: ۵۳ رحمانیہ لاہور)

(۳)۔ - - مال کی تعریف

"مال" کی تعریف ہے:

المراد بالمال مایمیل الیه الطبع ویمکن ادخاره لوقت الحاجة، والمالية تثبت بتمول الناس كافة او بعضهم، والتقوم يثبت بها و باباحة الانتفاع به شرعا۔

(الدر المختار و حاشیة ابن عابدین رد المختار، ۴/ ۵۰۱ سعید کراچی)

اور شیخ مصطفی احمد الزرقا نے 'المدخل الفقهی العام' میں مال کی جامع تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

المال: ھو کل عین ذات قیمة مادیة بین الناس۔

(المدخل الفقھی العام ج:۳ص:۱۱۸)

مذکورہ بالا تعریفات سے معلوم ہوا کہ ''زر'' خاص اور ''مال'' عام ہے یعنی زر، مال کی ایک خاص قسم ہے۔ لہذا کسی چیز کے زر بننے کے لیے مال ہونا ضروری ہے پس جو چیز مال نہ ہو وہ قطعاً زر نہیں بن سکتی۔

(۴) ۔ ۔ ۔ ''زر'' اور ''کرنسی'' میں فرق:

(۱) **''زر''** کے بارے میں ماقبل میں معلوم ہوا کہ زر قدر کا پیمانہ، تبادلہ کا واسطہ اور ہر حال میں مقبول عام کی حیثیت رکھتا ہے، البتہ یہ ضروری نہیں کہ قانونی طور پر وہ مسلم ہو اور یا آلہ تبادلہ ہو۔

(۲) کرنسی وہ ہے کہ جس کو خاص ملک کے حکومتی ادارے اسے قانونی طور پر آلہ تبادلہ قرار دے۔ جیسے روپیہ۔ اگر کوئی ادائیگی کرے تو قانون اسے لینے پر مجبور کرے گا۔

(۵) ۔ ۔ ۔ سکہ اور کرنسی بنانے کا حق کس کو حاصل ہے؟

بین الاقوامی طور پر قانون کی رو سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ سکہ بنانے کا حق صرف اور صرف حکومتِ وقت کو حاصل ہے اس کے علاوہ عوام کو سکہ بنانے کا کوئی حق حاصل نہیں بلکہ قانونی طور یہ ایک بہت بڑا جرم بھی ہے یہاں تک کی خلاف ورزی کرنے والے کو بڑی تعزیر کا سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔

کیا قانون کے علاوہ شرعی طور پر سکہ بنانے کا حق حکومتِ وقت کے علاوہ کسی فرد اور شخص کو حاصل ہے ؟ اس بارے میں شریعت کا بھی حکم یہی ہے کہ سکہ بنانے کا حق حکومتِ وقت ہی کو حاصل ہے اس کے علاوہ اگر کسی فرد اور شخص کو سکہ بنانے کو حق دیا جائے تو علمائے کرام کی تصریحات کے مطابق اس سے ملک میں افراتفری اور اور انتشار پھیلے گا بلکہ یہ حکومت کی رٹ کو چیلنج کرنے کی طرف مفضی ہو گا۔

ڈاکٹر عدنان ترکمانی لکھتے ہیں:

> وکرہ ذلک الامام مالک: وقال: انہ من الفساد ولو کان الضرب علی الوفا کما روی عن سعید بن المسیب ان من یضرب النوقد من رجال الدولی وا لسلطة الحاکم یعبر من الفساد فی الارض۔
>
> (السیاسة النقدیة، بحوالہ زر کا تحقیقی مطالعہ ص:۶۲ ط ادارۃ المعارف)
>
> ترجمہ : اور امام مالک نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ فرمایا: کہ یہ فساد ہے اگرچہ یہ سکہ بنانا حکومت کے سکے کے موافق ہو۔ اور حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حکومت وقت کے علاوہ اگر کسی نے سکہ بنایا تو یہ زمین میں فساد ہوگا۔

امام مالک کی رائے کی طرح احناف کی بھی رائے ہے لہذا سکہ بنانے کا حق جمہور فقہائے کرام کے نزدیک حکومتِ وقت ہی کو حاصل ہے اس کے علاوہ کسی فرد اور جماعت کے کو اجازت نہیں۔

[حصہ اول]

اب صورت مسئولہ کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

جواب نمبر (۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۱۴)

بٹ کوائن کی فقہی تکییف:

فقہائے کرام کے '' مال' کے ذکر کردہ تعریفات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ فقہاء متاخرین میں سے علامہ شامیؒ نے مال کی تعریف یوں کی ہے:

المراد بالمال مايميل اليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة، والمالية تثبت بتمول الناس كافة او بعضهم، والتقوم يثبت بها وباباحة الانتفاع به شرعا۔

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين رد المختار، ۴/ ۵۰۱)

اور شیخ مصطفی احمد الزرقا نے 'المدخل الفقهي العام' میں مال کی جامع تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

المال: هو كل عين ذات قيمة مادية بين الناس۔

(المدخل الفقهي العام ج:۳ ص:۱۱۸ ط دار الحديث قاهره)

مال کی مذکورہ تعریف ڈیجیٹل کرنسی اور بالخصوص بٹ کوئن پر مکمل منطبق نہیں ہوتی ہے، چنانچہ ''مال' کی تعریف میں تین بنیادی امور کا ذکر ہوا ہے:

(۱) ایک یہ کہ مال اس کو کہا جاتا ہے جس کی طرف طبیعت سلیمہ مائل ہو۔ جس کو بعض فقہاء کرام نے ''شئ مرغوب '' سے تعبیر کیا ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ اس ''شئ مرغوب'' کو بوقت حاجت محفوظ کرنا ممکن ہو۔

(۳) تیسرا یہ کہ اس ''شئ مرغوب'' کے لین دین کا عرف عام قائم ہو جائے اور لوگ لین دین اور کاروباری ضروریات کی تکمیل کے لئے اس کی طرف رجوع کرے۔

چنانچہ بٹ کوئن میں بھی مذکورہ تین اوصاف نہیں پائے جاتے ہیں، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ مختلف کرنسیوں کے ریٹ بتانے والے بیشتر، مشہور و معروف، ویب سائٹ، بٹ کوائن کا بھی ریٹ بتاتے ہیں۔ مگر بازار اور مارکیٹ میں عام تجار اور صراف اور دیگر ماہرین کے پاس نہ اس کی معلومات ہیں اور نہ ہی اس کی قدر و قیمت ہے بلکہ یہاں تک کہ اگر کسی تاجر سے اس بات کا تذکرہ ہو جائے کہ میں آپ کو ایک معمولی کرنسی (مثلا: تومان) کے بدلے میں کثیر تعداد میں بٹ کوائن

کرنسے بطور تبادلہ کے دیتا ہوں اور آپ مجھے کم مقدار میں یہی کرنسی (مثلا: تومان) ادا کرے شاید بازار اور مارکیٹ میں کوئی ایک تاجر بھی تیار نہیں ہوگا۔

اس پر مزید یہ کسی چیز کے مال ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا حسی وجود ہو اور خارج میں مشار الیہ ہو محض فرضی اور خیالی چیز نہ ہو کہ ہماری تحقیق اور مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ بٹ کوائن، کرپٹو اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیوں کو ہمارے ملک اور علاقوں میں وہ نوجوان اور غیر تجربہ کار لوگ کرنسی کی حیثیت اور درجہ دیتے ہیں جن کا کاروباری امور سے دور کا تعلق بھی نہیں صرف انٹرنیٹ کی خیالی دنیا میں منہمک ہوتے رہتے ہیں اس سے بڑھ کر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

چنانچہ شامی میں ہے:

اذ من شرط المعقود علیہ ان یکون موجودا مالا متقوما مملوکا فی نفسہ وان یکون ملک البائع فیما یبیعہ لنفسہ وان یکون مقدور التسلیم۔

(کتاب البیوع، ج: ۵ ص: ۵۸ ط سعید کراچی)

سب سے اہم بات یہ ہے کہ کرپٹو اور بٹ کوائن کرنسی یا وثیقہ اور یا مال نہیں بلکہ ماہرین کے قول کے مطابق یہ کھاتے کا اندراج ہے جو ایک کمپیوٹر اور یا موبائل میں درج کیا جاتا ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اب ایک کھاتے پر مال یا کرنسی کا اطلاق کرنا شرعا، عقلا، عرفا اور قانونا محال ہے۔

فتاوی شامی میں ہے:

والمالیۃ تثبت بتمول الناس کافۃ أو بعضھم والتقوم یثبت بھا وبإباحۃ الانتفاع بہ شرعاً

(الدر مع الرد ج۴: ۵۰۱، ط: سعید کراچی)

لہذا کرپٹو، بٹ کوائن اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیاں مال، اثاثہ اور کرنسی کے زمرے میں ~~میں~~ نہیں آتی اور نہ ہی اس میں کرنسی کے شرائط اور اوصاف پائے جاتے ہیں اس لئے اس سے پیسہ کمانا، کاروبار کرنا، اور ہر قسم کا لین دین جائز نہیں۔

اس بارے میں جو آمدنی ہوگی علمائے کرام نے بعض صورتوں کے اعتبار سے جوے اور قمار (سٹہ بازی) کے زمرے میں شمار کرکے ناجائز قرار دیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدة: ۹۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوّا اور بت اور پانسے، گندے کام ہیں شیطان کے، سو ان سے بچتے رہو، شاید تمہارا بھلا ہو۔

شامی میں ہے:

(قوله لأنه يصير قمارا) لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى، وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص، ولا كذلك إذا شرط من جانب واحد لأن الزيادة والنقصان لا تمكن فيهما بل في أحدهما تمكن الزيادة، وفي الآخر الانتقاص فقط فلا تكون مقامرة لأنها مفاعلة منه زيلعي

(فصل فی البیع، ج: ۹ ص: ۵۷۷ ط رشیدیہ جدید)

ولما فی النتف فی الفتاوی:

والثمن علی ثمانیۃ اوجہ:

اولها الفضة ويجوز ان يشتري نقدا او نسيئة وهو ان يشتري بالفضة شيئا او بالدراهم ويجوز ان تكون الدراهم والفضة نقدا او نسيئة الى وقت، والثاني الذهب والدنانير وهي كما ذكرنا من حال الفضة والدراهم، الثالث المكيل يجوز ان يشترى به شيئا نقدا او نسيئة اذا كان بين جنسه ومقداره وصفته، والرابع الموزون وحكمه كما ذكرنا من حكم المكيل، والخامس المذروع ويجوز ان يشترى به شيئا نقدا او نسيئة اذا بين جنسه ومقداره وصفته واجله عندهم وعند الشيخ يجوز وان لم يبين الاجل، والسادس الحيوان يجوز ان يشتري به نقدا ولا يجوز ان يشتري به نسيئة في قولهم جميعا، والسابع المعدودات يجوز ان يشتري بها نقدا او نسيئة اذا لم يكن بينهما تفاوت، والثامن العقار يجوز ان يشتري به نقدا ولا يجوز ان يشتري به نسيئة لان العقار والعواري لا يحتاج الى الاجل، وكذلك سائر الاشياء اذا كانت معينة والمبيع ايضا على هذه الوجوه الثمانية الى اخرها كما فسرنا في الثمن

(کتاب الولاء۔ انواع الثمن، ج: ۱ ص: ۴۳۹ ط مؤسسۃ الرسالۃ)

جواب نمبر: (۶۔۷۔۸۔۹)

بٹ کوائن اور کرپٹو میں "ثمن" ہونے کی صلاحیت؟

عہد حاضر میں کسی چیز کے ثمن اصطلاحی بننے اور اس کے ثمنیت پر اتفاق رائے پیدا ہونے کی ذیل صورت ہو سکتی ہیں:

(۱) ایک یہ کہ حکومت کسی چیز کو ثمن قرار دیدے اور یوں عوام اس کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس کو اصطلاحی زبان میں ' زر قانونی "اور Legal Tender" کہا جاتا ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ عوام میں خود کسی شئ مرغوب کا چلن ہو جائے اور اس کو ذریعہ تبادلہ تسلیم کر لی جائے

چنانچہ "المدونۃ الکبری "میں تحریر فرماتے ہیں:

ولو ان الناس اجازوا بينهم الجلود حتى تكون لها سكة وعين لكرهتها ان تباع الذهب والورق۔

(کتاب البیوع، التاخیر فی الصرف ج:۳، ص:۵ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بین الاقوامی طور پر قانون کی رو سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ سکہ بنانے کا حق صرف اور صرف حکومتِ وقت کو حاصل ہے اس کے علاوہ عوام کو سکہ بنانے کا کوئی حق حاصل نہیں بلکہ قانونی طور یہ ایک بہت بڑا جرم بھی ہے یہاں تک کی خلاف ورزی کرنے والے کو بڑی تعزیر کا سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔

نیز سکہ بنانے کا حق حکومتِ وقت ہی کو حاصل ہے اس کے علاوہ اگر کسی فرد اور شخص کو سکہ بنانے کو حق دیا جائے تو علمائے کرام کی تصریحات کے مطابق اس سے ملک میں افراتفری اور اور انتشار پھیلے گا بلکہ یہ حکومت کی رٹ کو چیلنج کرنے کی طرف مفضی ہو گا۔

ڈاکٹر عدنان ترکمانی لکھتے ہیں:

وکرہ ذلک الامام مالک: وقال: انہ من الفساد ولو کان الضرب علی الوفا کما روی عن سعید بن المسیب ان من یضرب النوقد من رجال الدولی وا لسلطة الحاکم یعبر من الفساد فی الارض۔

(السیاسة النقدیة، بحوالہ زر کا تحقیقی مطالعہ ص: ۶۲ ط ادارة المعارف)

یہاں پر اگر اس کو کرنسی یا سکہ بنانے کی بات کی جائے تو اس اعتبار سے مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق یہ ٹھیک نہیں۔ اور اگر کوئی ملک اس کو کرنسی بنانے کی کوشش کرے تو اس بارے میں یہ تفصیل ذکر ہوئی کہ جب تک اس کا حقیقی اور خارجی وجود متصور نہ ہو تو اس وقت تک اس کو کرنسی کا درجہ اور حکم حاصل نہ ہو گا۔

رہی یہ بات کہ بعض ممالک میں اس کے لین دین پر اس کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے پابندی ہے ان ممالک میں تو بدون کسی تفصیل کے اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔

جواب نمبر: (۱۰۔۱۳)

اگر کوئی حکومت ڈیجیٹل کرنسی کو ملکی جاری کردہ کرنسی کا متبادل یا قائم مقام بنانا چاہے تو اس صورت میں اس کی ذاتی حیثیت نہیں ہو گی بلکہ یہ ملکی کرنسی کا قائم مقام ہو گی اور اس صورت میں پھر شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی جوئی اتار اور چڑھاؤ نہ ہو ورنہ پھر اس کا قائم مقام ہونے کی حیثیت ختم ہو جائے گی۔ اس صورت میں پھر ان کرنسیوں کی حیثیت چیک کی ہو گی۔

جواب نمبر (۱۱۔۱۲۔۱۴)

اس کا حکم ماقبل کے پہلے جواب میں بہ تفصیل ذکر ہے کہ جب تک کسی چیز کا خارجی اور مادی وجود نہ ہو اس وقت تک اس کو مال یا کرنسی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر: (۱۵)

سافٹ وئیر بنانا ایک ایجاد اور اختراع ہے اس میں بنانے والے کا وقت اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی محنت اور مشقت شامل ہوتی ہے جسمانی اور ذہنی مشقتوں کے ساتھ ساتھ اکثر اوقات اس میں بھاری اخراجات بھی اٹھانے پڑتے ہیں، اس لئے شرعاً، عرفاً اور قانوناً یہ ایک گونہ (مادی) مال سمجھا جاتا ہے، لہذا اس سے ہر قسم کے جائز اور مشروع قسم کا نفع کمانا جائز ہے اور خود اس اس سافٹ وئیر کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔

جبکہ اس کے خلاف بٹ کوائن، کرپٹو کرنسی اور اس کے علاوہ دیگر ڈیجیٹل کرنسیاں شرعاً، عرفاً اور قانوناً مال نہیں اور نہ ان کو مال اور مادی چیز کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے بلکہ وہ تو محض خیالی اور فرضی اشیاء ہیں اس کے علاوہ ان کی کچھ حیثیت نہیں۔

لما فی بحوث فی قضایا فقهية معاصرة:

ان حق الابتكار حق يحصل بحكم العرف والقانون لمن ابتكر مخترعا جديدا او شكلا جديدا الشيئ۔ والمراد من حق الابتكار ان هذا الرجل ينفرد بحق انتاج ما ابتكره وعرضه للتجارة۔ وكذالك من صنف كتابا او الفه فله حق طباعة ذلك الكتاب نشره۔۔۔ ولكن هذا انما يأتى فى اصل حق البتكار وحق الطباعة ،اما اذا قرن هذا الحق بالتسجيل الحكومى الذى يبذل المبتكر من اجله جهده وماله ووقته والذاى يعطى هذا مكانة قانونية تمثلها شهادة مكتوبة بيد البتكر وفى دفاتر الحكومة وصارت تبتبر فى عرف المتجار مالا متقوما فلايبعد ان يصير هذا الحق المسجل ملحقا بالاعيان والاموال بحكم العرف السائر۔

(بحث الحقوق المجردة، ج:ص: ۱۲۱ ط مکتبہ دار العلوم)

[حصہ دوم]

جواب نمبر:(۱)

صورت مسئولہ کا شرعی حکم جاننے سے پہلے ایک تمہیدی بات ذہن نشین کر لیجیے:

وہ یہ کہ ہر زمان اور دور میں عوام اور پبلک کے اثاثہ جات وغیرہ کو محفوظ کرنے کے لئے کئی طور اور طریقے اپنائے جاتے ہیں جیسے ہمارے ملکی قانون میں زمین، جاگیر، جائیداد اور دکان اور مکان کو محفوظ اور رجسٹر کرنے کے لئے پٹواری کا نظام متعارف ہے اسی طرح موجودہ عصر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے وہ یہ کو آدمی زمین ،زیورات ،اثاثہ جات اور دیگر چیزوں کی رجسٹری کے لئے (N.F.T) نان فنجیبل ٹوکن (non fujibale token) ایجاد کیا گیا ہے۔ اب اس کی پشت پر بعض اوقات واقعی موجود اور خارجی شیاء موجود ہوتی ہیں اور یہ N.F.T اس کی نمائندگی کرتی ہے اس صورت میں یہ بذات مال نہیں ہوتا بلکہ ایک موجود چیز کی ڈیجیٹل نمائندگی کرتی ہے اور اس کا جود بھی محض انٹرنیٹ پر ہوتا ہے اس کے علاوہ قانون اور عرف میں اس کا تصور نہیں ہوتا۔ یا جیسا کہ لائسنس کسی چیز کی برقی اور

ڈیجیٹل نمائندگی کرتا ہے۔ کسی چیز کا (N.F.T) بننے کے بعد وہ چیز انٹرنیٹ پر نشر کرکے باقاعدہ اس کا سودا کرپٹو کے ذریعے ہوتا ہے اور باقاعدہ اس کا اس سیل مارکیٹ جاری ہوتا ہے۔

بسااوقات محض برائے نام اشیاء کی رجسٹری کرواکر انٹرنیٹ پر اس کی (N.F.T) جاری کی جاتی ہے اس کی پشت پر شئ، اثاثہ وغیرہ کا خارجی وجود نہیں ہوتا بلکہ فرضی اور خیالی شئ ہوتی ہے، اس کا بھی باقاعدہ طور مارکیٹ سیل ہوتا ہے اور اس کی خرید وفروخت کا بھی کرپٹو کے ذریعے ہوتی ہے۔

صورت مسئولہ میں بھی پہلی صورت میں اگرچہ اشیاء کا خارجی اور حقیقی وجود ہوتا ہے مگر چونکہ اس کی خرید وفروخت کرپٹو کرنسی کے ذریعے ہوتی ہے اس لیے ناجائز ہے اور دوسری صورت میں اس کے ساتھ ساتھ (N.F.T) کی پشت پر اشیاء کا خارجی اور حقیقی وجود بھی نہیں لہذا یہ بطریقِ اولی ناجائز ہے۔

ہمارے خیال کے مطابق یہ بھی جوا اور سٹہ بازی کی ایک قسم ہے جو انٹرنیٹ پر ایجاد کی گئی ہے۔

(محولہ بحوالہ بالا)

جواب نمبر:(۲)

صورت مسئولہ میں فقہائے کرام اور ماہرین بالخصوص سائل کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق میٹاورس ایک غیر موجود اور فرضی دنیا ہے جس کے اندر اشیاء اور اثاثوں کی فرضی قیمتیں اور ان کی فلمی صورتیں دکھائی دیتی ہیں اس میں لوگ ایک نامعلوم اور غیر موجود چیز کی بیع (میٹاورس کے اثاثوں) کا سودا دوسری غیر موجود کرنسی (مثلابٹ کوائن، وغیرہ) کے ساتھ کرتے ہیں اور یہ ایک موہوم سودا ہے جو کہ فریقین کے درمیان منعقد کیا جاتا ہے اس میں اصل کا وجود تک نہیں ہوتا۔ فقہائے کرام کی تصریحات بیع معدوم کے زمرے میں آکر یہ ناجائز ہے۔

نیز اگر مشتری مبیع (سامان) پر قبضہ کرنا چاہے بھی تو اس کے لئے یہ ممکن نہیں۔ لہذا یہ سٹہ بازی کی ایک نئی صورت ہے جو بعض جوابازوں نے ایجاد کیا ہے۔

چنانچہ فتاوی شامیہ میں ہے:

اذ من شرط المعقود علیہ ان یکون موجودا مالا متقوما مملوکا فی نفسہ وان یکون ملک البایع فیما یبیعہ لنفسہ وان یکون مقدور التسلیم۔

(کتاب البیوع، ج۵، ص:۵۸ ط سعید کراچی)

جواب نمبر:(۳)

گیم (کھیل) کھیلنے کے جواز کے لئے کئی شرائط ہیں:

(۱) وہ کھیل (گیم) بذات خود جائز ہو۔

(۲) کھیل (گیم) میں ناجائز امور کا ارتکاب نہ کیا جارہا ہو۔ جیسا جوا، قمار۔

(۳) کھیل (گیم) میں اتنا انہماک نہ ہو کہ اس کی وجہ سے فرائض کا ترک لازم آتا ہو، یا اس میں غفلت اور کوتاہی برتی جارہی ہو۔

(۴) کھیل (گیم) میں کوئی دینی (جہاد یا دیگر طاعات کی تیاری کے لئے دوڑ یا نشانہ بازی وغیرہ) یا دنیوی (مثلا جسمانی ورزش وغیرہ) فائدہ ہو۔ اس کے علاوہ محض ٹائم پاس کے لئے نہ ہو۔ ورنہ پھر لہو لعب میں شمار ہو کر ناجائز ہے۔

اب صورت مسئولہ میں آن لائن گیم کھیلنا اور اس نے کمائی کرنا ذیل مفاسد کی وجہ سے ناجائز ہے:

(الف) اس میں جانداروں کی تصویریں ہوتی ہیں۔

(ب) اس میں مخصوص مراحل پار کرنے پر کمپنی کی طرف سے کوائن ملتے ہیں۔

(ج) یہ لہو ولعب کے زمرے آتا ہے کیونکہ اس میں کوئی دینی اور دنیوی فائدہ نہیں۔

(د) اکثر مراحل میں جوا (قمار) کا عنصر پایا جاتا ہے۔

اس میں ضیاع وقت کے ساتھ ساتھ امور شرعیہ میں کوتاہی اور غفلت برتی جاتی ہے۔ کیونکہ گیم میں انہماک کی وجہ سے کسی چیز کی پرواہ نہ ہوتی۔

لمافی التفسیر المظھری:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ

قلت مورد النص وان كان خاصًا وهو الغناء او قصص الأعاجم لكن اللفظ عام والعبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ومن اقال قتادة هو كل لهو ولعب

(التفسیر المظھری، ج:۷، ص:۲۴۶ ط بلوچستان بک ڈپو)

لمافی التنویر مع الدر ورد المحتار:

واما الذى يرجع الى المعقود عليه فأنواع : (منها) ان يكون موجودا فلاينعقد بيع المعدوم ۔۔(منها) ان يكون مالا لان البيع مبادلة المال بالمال۔

(کتاب البیوع، ج:۴، ص:۵۱۸ ط سعید کراچی)

کتبہ:

احقر محمد کاکازئی عفی عنہ

معاون مفتی دار الافتاء ربانیہ

جی۔او۔آر کالونی کوئٹہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ

الجواب صحیح

مفتی محمد روزی خان

رئیس

دار الافتاء ربانیہ

جی او آر کالونی کوئٹہ

دار الافتاء ربانیہ

جی او آر کالونی کوئٹہ